قدرتی نظامِ وحدت

(۳)

از

(جناب مولوی طفیل الدین صاحب استاذ دارالعلوم معینیہ سانچہ)

حضرت براء رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشا میں سورۃ "والتین والزیتون" پڑھتے ہوئے سنا ہے، میں نے آپ سے بڑھ کر اور کسی کو خوش آواز نہیں دیکھا۔[۱]

یہ ساری تفصیل آپ کے سامنے ہے، اس کاوش کا مقصد یہ ہے کہ تخفیف صلوٰۃ کا جو مطلب آج کل بعض لوگ سمجھتے ہیں وہ کس قدر غلط ہے، ان مذکورہ بالا حدیثوں سے ظاہر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں ہلکی نماز کا کیا مطلب ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے، کہ آپ ہم کو ہلکی نماز کا حکم فرماتے تھے، اور جب انھوں نے عملی مثال بیان کی تو یہ کہ آپ سورۂ صافات کے ساتھ امامت فرماتے تھے[۲]

قرات ترتیل | یہ تو ہر نماز میں آیتوں کی تعداد کے اندازہ لگانے کے لئے نقل کیا گیا ہے، علاوہ ازیں پڑھنے کا طریقہ بھی جاننا ضروری ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک پڑھنے کا کیا طریقہ اختیار فرما رکھا تھا اس سلسلہ میں سب سے پہلے قرآن کا یہ فرمان سامنے رکھنا چاہئے

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (مزمل۔۱)

جس کا منشاء یہ ہے کہ آپ کو ترتیل اور ٹھہر ٹھہر کر صاف صاف پڑھنے کا حکم تھا، جس کی آپ پوری پیروی فرماتے تھے، تیز پڑھنے کا کبھی بھی آپ کا معمول معلوم نہیں ہوتا ہے جس

[۱] مشکوۃ عن البخاری والمسلم باب القراۃ [۲] مشکوۃ عن النسائی باب ما علی الامام۔

سے قرآن پاک کے کلمات پورے طور پر ادا نہ ہو سکیں یا سننے والا اچھی طرح کلمات سمجھ نہ سکے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تلاوت فرماتے
وسلم اذا قرأ یقطع قرأته اٰیة اٰیة	تھے تو ایک ایک آیت علیحدہ علیحدہ کرکے پڑھتے
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ الحمد	تھے، بسم اللہ الرحمن الرحیم، پھر الحمد للہ رب العالمین
للہ رب العالمین ۰ الرحمن الرحیم	پھر الرحمن الرحیم، ہر ایک آیت کو دوسری میں نہیں
(قیام اللیل محمد بن نصر المروزی باب الترتیل فی القراۃ ص۵۵)	ملاتے تھے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، تو دیکھا آپ کی قرأت اعتدال کے ساتھ تھی، نہ پست تھی نہ بلند، رک رک کر پڑھتے اور ترتیل کا پورا لحاظ فرماتے تھے[۱]

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأۃ کے متعلق فرماتی ہیں کہ کوئی سورۃ جب آپ پڑھتے تو ترتیل کے ساتھ پڑھتے، جس سے سورۃ لمبی سے لمبی معلوم ہوتی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے کہ ایک ایک حرف الگ الگ کرکے پڑھتے[۲]

صحابہ کرام کا معمول ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ آپ کے پڑھنے کا کیا دستور تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل بھی مقدار قراۃ اور ترتیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی جیسا رہا اس لیے کہ یہ حضرات سراپا سوز و عشق تھے، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دفعہ صبح کی نماز میں سورۃ بقرہ پڑھ گئے آپ سے جب کہا گیا کہ آفتاب تو اب نکلنا ہی چاہتا تھا (مطلب تاخیر اور لمبی سورۃ کا ذکر تھا)، تو آپ نے فرمایا آفتاب سے غافل نہ تھا آپ کی مراد یہ تھی کہ اس کا خیال و اندازہ بھی تھا[۳]

---

[۱] قیام اللیل محمد بن نصر المروزی ص۵۵ باب الترتیل فی القراۃ [۲] ایضاً [۳] بحوالہ سابق قیام اللیل ایضاً باب الترتیل فی القراۃ ص۵۵ [۳] کتاب الصلوٰۃ لابن القیم ص۱۳

حضرت عمر فاروق رضؓ کا بھی کچھ یہی معمول تھا کیونکہ آپ کے متعلق آیا ہے کہ آپ فجر کی نماز میں سورۂ نحل، یوسف، ہود، یونس، بنی اسرائیل اور اسی طرح کی سورتیں پڑھا کرتے تھے[1]
حضرت علقمہؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے آپ قرأۃ میں ترتیل فرماتے اور صاف صاف تلاوت کرتے، اسی طرح عبداللہ بن عباسؓ کے متعلق ہے کہ وہ آخری رات کی نماز میں جب قرأت کرتے تو ایک ایک حرف علیحدہ کرکے پڑھتے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں قرآن تیز تیز نہ پڑھو جیسا شعر پڑھا جاتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ آیت وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا کی تفسیر فرماتے ہیں " بينه تبيينا " خوب صاف صاف پڑھو[2]

موقع کا لحاظ | اس تفصیل کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہمیشہ لمبی ہی قرأۃ کی جائے ضرورت اور مجبوری ہو تو اسے پس پشت ڈال دیا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اطمینان کے وقت یہی سنت طریقہ معمول ہونا چاہئے۔ یوں ضرورت و مجبوری یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے قراۃ میں کمی کی جا سکتی ہے خود ذات بابرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فجر کی نماز میں معوذتین تک پڑھنا ثابت ہے حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں میں آپ کی اونٹنی کی نکیل تھامے تھا کہ آپ نے معوذتین کی رغبت دلائی اور اہمیت بتائی اور پھر انھیں تعلیم فرمایا، پھر مجھے خوش کرنے کے لئے ان ہی سورتوں کے ساتھ فجر کی نماز پڑھائی اور فارغ ہونے کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا

یا عقبہ کیف رأیت (مشکوۃ باب القرأۃ) اے عقبہ تو نے کیسا پایا۔

تعدیل ارکان | ان چیزوں کے ساتھ تعدیل ارکان بھی ضروری ہے، یعنی رکوع، سجدہ اور قیام و قعود باطمینان ادا کیے جائیں، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاتے اور اس قدر اطمینان سے کھڑے رہتے کہ ہم کو خیال ہوتا کہ آپ بھول گئے اور پھر آپ سجدہ کرتے اور دونوں سجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھتے کہ ہم کہتے تھے کہ شاید آپ کو وہم تو نہیں ہو گیا[3]

---

[1] کتاب الصلوٰۃ لابن القیم صلاا [2] ان سب روایتوں کے لئے دیکھئے قیام اللیل باب الترتیل فی القرأۃ [3] مسلم

حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ آپ کا رکوع، سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع سے اٹھنا یہ سب تقریباً برابر ہوتا، سوائے قیام کے۔[1]

حضرت انسؓ کو کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی نماز دیکھی گئی اور ان کی تسبیحات رکوع و سجود کا انداز دس دس تھا۔[2]

ایک دفعہ حضرت انسؓ نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھ کر لوگوں کو بتائی جس کو حضرت ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ ویسی نماز تم کو پڑھتے نہیں دیکھتا ہوں۔ وہ (انسؓ) رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے کہ کہنے والا کہہ اٹھتا کہ وہ بھول گئے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے اور بیٹھتے تو کہنے والا کہہ اٹھتا کہ یقیناً وہ آگے بھول گئے ہیں۔[3]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اسوأ الناس سرقة الذی یسرق من صلوته قالوا یا رسول اللہ وکیف یسرق من صلوته قال لا یتم رکوعها ولا سجودها (رواہ احمد) (مشکوٰۃ باب الرکوع)

لوگوں میں بدترین چور وہ شخص ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے صحابہؓ نے پوچھا نماز کی چوری کیسی؟ آپ نے فرمایا نماز کی چوری اس کا رکوع اور اس کے سجدے پورے طور پر ادا نہ کرنا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض امام تعدیلِ ارکان کو فرض تک کہتے ہیں، اور وجوب کا درجہ دینا تو لازمی معلوم ہوتا ہے لہٰذا یہ تمام حدیثیں سامنے رکھی جائیں اور تخفیف صلوٰۃ (ہلکی نماز) کا مطلب سمجھیں، مقتدی کے ساتھ ارکان نماز اور حقوق نماز کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ اسی لئے کہا گیا کہ امام کی ذمہ داری بہت اہم اور نازک ہے اور امام کو جو ضامن کہا گیا ہے اس سے اس کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں پورا اتر سکے۔

باطنی اصلاح جس عظیم الشان عبادت کے ظاہری احکام کی بجا آوری کی تاکید کا یہ عالم ہے بلاشبہ اس کے باطنی احکام کی اہمیت تو اور بھی زیادہ ہوگی کیونکہ اگر ظاہر کو اعضاء و جوارح کی حیثیت

---

[1] مشکوٰۃ باب الرکوع [2] مشکوٰۃ عن ابی داؤد باب الرکوع [3] کتاب الصلوٰۃ لابن القیم

حاصل ہے تو باطن کو قلب کی، پھر اگر قلب ہی میں فساد پیدا ہو جائے، تو اعضاء جوارح کب تک کارآمد رہ سکتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے۔

الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت	سنو جسم میں ایک لوتھڑا ہے، جس کی اصلاح
صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد	سارے جسم کو صالح رکھتی ہے اور اس کا فساد
الجسد کلہ الا وھی القلب (بخاری)	کل جسم کو بگاڑ دیتا ہے اور سنو وہ "دل" ہے

اس دل پر احسان کی پوری کیفیت طاری ہونی چاہئے، جو جسم کا سلطان ہے، نماز کی حالت میں مسجد کی جماعت یہ محسوس کرے، کہ ہم رب العزت کے دربار میں اس کے روبرو کھڑے ہیں، اور وہ ہمیں دیکھ رہا ہے، اعمال وافعال کو بھی اور دل کی ہر ایک کھٹک کو بھی۔

ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم	اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تو اس احساس کے
تکن تراہ فانہ یراک (بخاری)	ساتھ کہ اس کو دیکھ رہے ہو ورنہ وہ تو بہرحال

دیکھ رہا ہے۔

نمازی کے دل میں جب یہ یقین جاگزیں ہو جائیگا، تو وہ اللہ اکبر کہتے ہی اپنے کو قہار و جبار اور غفور و رحیم مالک کے روبرو پائے گا، اور اس کی عظمت و جلال اور اس کی رحیمی و کریمی کا پرتو اپنی طرف بڑھتے دیکھے گا، جس سے نمازی کا ظاہر و باطن اطاعت کا مجسمہ بن جائیگا اور دل فروتنی کروں سے جھک اٹھے گا۔

خضوع وخشوع اسی کیفیت کا نام اصطلاح میں "خشوع وخضوع" ہے جو عبادت کی جان اور بندگی کی روح ہے، ارشاد ربانی ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ	ان مسلمانوں نے یقیناً فلاح پائی، جو اپنی نماز میں
صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (مومنون-۱)	خشوع کرنے والے ہیں

یہ آیت بتاتی ہے، کہ خشوع گو صحت نماز کی شرط نہیں مگر قبولیت کی شرط تو بہرحال ہے چنانچہ بعض مفسرین نے اس کو لکھا ہے[1]،

---

[1] بیان القرآن جلد ۷ ص۳

خشوع کی حقیقت کیا ہے؟ ابن رجب حنبلیؒ لکھتے ہیں

اصل الخشوع هو لين القلب ورقته وسكونه وخضوعه وحرقته فاذا خشع القلب تبعه جميع الجوارح والاعضاء لانها تابعة له (الخشوع فی الصلوٰۃ ص۱۰)	خشوع کی اصلیت دل کا نرم ہونا اور اس کا پسیجنا ہے، نیز اس کے اطمینان اور جھکاؤ اور سوزش کا نام ہے، قلب جب جھک پڑتا ہے تو سارے اعضاء جوارح اس کی پیروی میں جھک پڑتے ہیں کیونکہ یہ سب اس کے تابع ہیں

یہ بالکل صحیح ہے کہ اعضاء جوارح قلب کے تابع ہوتے ہیں، گویا اس جسم کی دنیا میں دل کو سردار کی حیثیت حاصل ہے جس کے صلاح و فساد کا اثر بقیہ حصوں کو قبول کرنا ناگزیر ہے اور جس کی ہر حرکت و سکون کا سایہ ایک ایک عضو پر پڑنا از بس ضروری، جیسا کہ ابھی اوپر حدیث نبوی گذری، یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ خشوع کا پہلا پرتو قلب پر پڑتا ہے جس کی طرف حضرت علیؓ نے اشارہ فرمایا

الخشوع خشوع القلب (ابن کثیر ص۲۳۸ج۳)	خشوع دل کا جھک پڑنا ہے۔

پھر یہ اثر دل سے اعضاء جوارح پر پھیل پڑتا ہے، چنانچہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ خشوع دل میں پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے آنکھیں پست ہو جاتی ہیں اور دل جھکاؤ کو قبول کرتا ہے[۱] اسی علت کے پیش نظر بعض سلف صالحین فرماتے ہیں جس نمازی کو دیکھو کہ وہ اپنے جسم اور کپڑوں سے کھیل رہا ہے سمجھ لو اس کا دل خشوع کے اثر سے بیگانہ ہے[۲]۔

خشوع کا حصول نماز میں خشوع کیوں کر حاصل ہوتا ہے؟ یہ سوال گو اس زمانہ میں اہم ہے مگر جن لوگوں کو ایمان کی حلاوت نصیب تھی ان کے لئے یہ سوال کوئی خاص سوال نہ تھا ایمان کے ضعف و اضمحلال اور اخلاص و للہیت کے فقدان نے ہمارے لئے دشواری پیدا کر دی ہے ورنہ ہم جس ظاہری اہتمام کے ساتھ مسجد تک پہنچتے ہیں اتنا بھی اہتمام باطن کا ہوتا تو بھی بسا غنیمت

---

[۱] ابن کثیر ص۲۳۸ج۳ [۲] الخشوع فی الصلاۃ

ایمان کی تازگی اور اس احساس کے ساتھ حاضری ہو، کہ دربار الٰہی میں جہاں رب العالمین جلوہ افروز ہے کھڑے ہیں، یہ دست بستگی اسی کے سامنے ہے ہم اس کے جاہ و جلال کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور وہ ہمارے قیام و قراۃ کو ملاحظہ کر رہا ہے، ظاہر کو بھی دیکھتا ہے اور باطن کو بھی اور اللہ اکبر کہہ کر ہم نے تھوڑی دیر کے لئے دنیا کے رشتوں کی رگ کاٹ ڈالی ہے اور اپنا رشتہ مالک حقیقی کے ہاتھ میں دے دیا ہے اس کی عظمت اور کبریائی سامنے ہے اور ہم اس میں گم ہیں یہ یقین دل کی بھٹی کو تیز کر دے گا، آلائشوں، زنگوں اور میلوں کو خاکستر بنا کر کندن بنا دیگا اور رب العالمین، الرحمن الرحیم، مالک یوم الدین کے جلوں کے ساتھ دل اتھاہ سمندر میں ڈوب جائے گا۔ اور اھدنا الصراط المستقیم پر پہنچ کر دل اور اس کا پورا حلقہ امید و بیم اور خشیت و محبت سے معمور ہو جائے گا اور ان کلمات کے ساتھ دل کے ساز کا تار تار جنبش میں آ جائے گا اور نماز سے جب فارغ ہو چکے گا تو اس کی زبان پر وہی کلمات ہوں گے جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، "جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ"

اس کے لئے جو مانع نظر آئے، اسے دفع کرنے کی کوشش کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا، اس باب میں کسی چیز کو برداشت نہیں فرمایا، ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے سوال پر فرمایا تھا کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا۔

ھو اختلاس یختلسہ الشیطان من صلاۃ العبد (بخاری)	وہ اچک ہے جو شیطان بندہ کی نماز سے اچک لیتا ہے۔

آپ نے ایسی چیزوں سے بھی اجتناب فرمایا ہے جس سے کسی درجہ میں خلل کا اندیشہ ہو سکتا ہے، چنانچہ ایک بار حضرت عائشہؓ[1] نے دروازہ پر ایک خوبصورت باریک پردہ لٹکا رکھا تھا آپ نے نماز شروع کرنا چاہی تو فرمایا میرے سامنے سے اپنا یہ منقش پردہ ہٹا لو، اسی طرح ایک دفعہ بوٹیدار چادر میں آپ نے نماز ادا کی مگر نماز بعد اسے فوراً اتار دی اور اس کی جگہ

[1] بخاری و مسلم کتاب اللباس

سادہ منگوائی اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس چادر نے مری توجہ بٹا دی۔ یہ تو آپ کا اپنا حال تھا امت کو بھی اس ہدایت سے نوازا، اور ساتھ ہی ہر ایسی چیز سے اور ہر ایسے فعل سے منع فرمایا جس کو خشوع کے خلاف محسوس فرمایا مثلاً یہ کہ بھوک میں کھانا سامنے آجائے اور طبیعت کا رجحان کھانے کی طرف ہو تو پہلے کھانا کھالیا جائے، پھر نماز پڑھی جائے آسمان کی طرف دیکھا نہ جائے ادھر ادھر تاکا نہ جائے، جمائی کی نہ جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ پاخانہ، پیشاب کی علش کے وقت فراغت سے پہلے نماز نہ پڑھی جائے۔[1]

استقبال قبلہ اور اس کا اثر نماز میں استقبالِ قبلہ کا حکم اگر ایک طرف نظام وحدت کی ایک کڑی ہے، تو دوسری طرف اس میں خشوع و خضوع کا شرعی اہتمام ہے تاکہ دلجمعی پیدا ہوسکے اور ساری جماعت میں یکجہتی ہو، مختصر لفظوں میں کہا جاسکتا ہے، نماز میں دخول ظاہری طور پر افعال الجوارح اور خلاف ادب کلام باللسان کو حرام کر دیتا ہے اور نماز کی نیت جو باطنی ہے وہ باطن پر اثر انداز ہوتی ہے اور دوسرے افکار کو حرام قرار دیتی ہے جو غیر اللہ سے متعلق ہو۔ یہ وہ امور ہیں جن کا اہتمام علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ اور صحابہ کرام نے اپنے اپنے دور میں خوب ہی فرمایا اور پچھلوں کے لئے نشانِ راہ چھوڑ گئے۔

پہلوں کا خشوع ابوداؤد شریف باب الوضوء بالدام میں ایک صحابی کا ذکر آیا ہے کہ حالت نماز میں ان کو دشمن کے تیر آآکر لگتے رہے، خون بھی نکلا مگر انھوں نے نیت نہ توڑی اور برابر نماز میں اسی طرح مصروف رہے گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ عمر فاروق رضؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ امامت کرتے ہوئے آپ کو زخم لگایا گیا آپ کی جگہ دوسرے نے امامت کی مگر نماز میں کوئی فرق نہ آیا۔

عبداللہ بن الزبیر رضؓ کا نماز میں یہ حال ہوتا کہ بے حس و حرکت سے معلوم ہوتے دیکھنے والا کہتا یہ بے جان درخت کی لکڑی ہے جس کو ہوا ہلا رہی ہے گویا ایسی محویت ان کو نماز میں ہوتی تھی۔[3]

---

[1] مسلم باب کراہیۃ الصلوٰۃ فی ثوب ذی اعلام ۲ یہ سب حدیثیں بلوغ المرام باب الخشوع میں دیکھی جائیں

[3] احکام القرآن لابن العربی سورہ مومنون

ابن سیرینؒ نماز میں جب کھڑے ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی خشیت سے ان کے چہرہ کا خون خشک پڑ جاتا تھا[۱]

حضرت مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق روایت ہے کہ آپ جب نماز میں داخل ہوتے تو محویت و خشیت الٰہی کا یہ عالم ہوتا کہ کوئی بھی آہٹ آپ کو سننے میں نہیں آتی[۲]

حضرت عامر بن عبد قیسؒ کے متعلق بیان ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ نماز پڑھتے ہوئے مری گردن پر خنجر چل جائے تو یہ برداشت، مگر یہ برداشت نہیں ہے کہ نماز میں دنیا کے معاملہ میں فکر کروں[۳]

حضرت سعید بن معاذؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی جس میں دنیا کی فکر مرے دل میں پیدا ہوئی ہو[۴]

خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جو اس اہتمام سے باجماعت نماز پڑھتے ہیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شعبہ میں پیروی کرتے ہیں۔ کہ آپ کا نماز میں یہی عالم ہوتا تھا، ایک صحابی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہیں اور آپ کا سینہ ہانڈی کی طرح جوش مار رہا ہے اور آہ و بکا کا ایک شور سا بپا ہے اس کی آواز عرش معلی تک اپنا اثر قائم کر رہی ہے یہ اور اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں جن کی تفصیل یہاں مقصود نہیں ہے اور یہ سب کیوں نہ ہو جب کہ ساری عبادت و اطاعت کی جان یہی اخلاص ہے اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (اعراف ۳)

اس اثر کے رسوخ کے لئے ریاکاری۔ دکھاوا، شہرت اور عزت کے سارے بت پاش پاش کر دیے جائیں۔ جو راستہ کا پہاڑ ہے، اور گمراہی کا سرچشمہ، قرآن نے پکار کر کہا

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَاءُوْنَ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (ماعون)

ان نمازیوں کی بڑی خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں اور جو اپنی نمازوں میں ریاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیزوں کو روکتے ہیں۔

---

[۱] کتاب الصلوٰۃ للامام احمد [۲] ایضاً [۳] ایضاً [۴] ایضاً